

2 حقیقی پیداوار کا شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

مجموعی طلب پر کوئی حتمی رائے دینا اگرچہ قبل از وقت ہے تاہم نجی صرف، سرمایہ کاری، اور حکومتی تعاون میں بہتری کی بعض علامات دیکھی جا رہی ہیں۔ بالخصوص:

- صارفی اشیاء کی بلند پیداوار اور کارماکاری میں لوگوں کی پھر سے دلچسپی سے صارفی طلب بڑھنے کا پتہ چلتا ہے۔ کارکنوں کی ترسیلات میں نمو، مستحکم کارپوریٹ منافع اور عائد شدہ کم ٹیکس⁹ ملکی طلب میں اس بہتری کے معاون عوامل ہیں۔ فارم آمدنی دیہی طلب پیدا کرنے میں ایک اہم محرک ثابت ہوتی رہی ہے تاہم اب یہ آمدنی دباؤ کی شکار ہے۔^{10,11}

- اشیائے سرمایہ کی بلند درآمد اور مخصوص صنعتوں میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کے ساتھ ساتھ تعمیراتی سرگرمیوں میں معتدل بحالی سرمایہ کاری کی طلب میں پھر سے بہتری کی عکاسی کرتی ہے۔

- پائیدار صارفی اشیاء اور سینٹ کی صنعت کے ٹیکس گھٹانے کے حوالے سے حکومت کا کردار بڑی حد تک مثبت رہا ہے جس سے نجی طلب کو سہارا ملا۔ نیز، بیرونی رقوم سے سرکاری شعبے کے بعض تعمیراتی منصوبے بھی اقتصادی سرگرمی کو سہارا دے رہے ہیں۔ آخراً، بجلی کے شعبے میں سیالیات بہتر بنانے کے سرکاری اقدامات کی بنا پر توانائی کی رسد خاص طور پر تھرمل بجلی کی پیداوار میں بہتری آئی۔

مالی سال 12ء کی نمو کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی پشت پر بینکوں کا قرضہ نہیں ہے۔ ٹیکسٹائل اور شکر سازی کے شعبوں کے خام مال کے نرخ کم ہیں، اس وجہ سے بھی نجی شعبے کے قرضے زیادہ نہیں بڑھے، تاہم دوسرے شعبوں مثلاً تعمیرات اور معینہ سرمایہ کاری پر قیمت کا یہ معاملہ صادق نہیں آتا۔ فی الحال بیرونی امداد، سرمایہ کاری اور نجی کچھ کارپوریٹ آمدنی نمو کو آگے بڑھا رہی ہے۔

مجموعی رسد کے حوالے سے خریف کی اہم فصلیں توقع سے بہتر رہیں، تخمینے کے مطابق چاول اور گنے کی ریکارڈ پیداوار ہوگی، جبکہ کپاس کی بھی عمدہ فصل کا امکان ہے۔ سازگار موسم اور پانی کی بہتر دستیابی کے ساتھ ساتھ اس بنا پر بھی اچھی فصلیں ہوں گی کہ گزشتہ سال فصلوں کے بلند نرخوں سے کاشت کاروں کو زیادہ رقبہ زیر کاشت لانے کی ترغیب ملی۔ دسمبر 2011ء تک معلوم ہوتا ہے کہ مئی 12ء میں جی ڈی پی کی نمو میں اہم فصلوں کا بڑا حصہ ہوگا۔

9 مئی 11ء کے بجٹ میں گاڑیوں، ایئر کنڈیشنر، ڈیپ فریجر، اور مشروبات پر ٹیکس اور ڈیوٹی کم کی گئی تھی۔

10 حتمی زری پیداوار اگرچہ گندم پر منحصر ہوگی تاہم ابتدائی علامات سے پتہ چلتا ہے کہ بہتر پیداوار بھی کسانوں کی آمدنی کے اس نقصان کو پورا کرنے کے قابل نہیں ہوگی جو انہیں اجناس کے نرخ تیزی سے گرنے اور خام مال کی لاگت بڑھنے سے ہوا۔

11 ایشیائی بینک کے ایک مطالعے کے مطابق سندھ میں کپاس/گندم پیدا کرنے والے علاقوں کی مجموعی آمدنی کا 67 فیصد ان فصلوں سے آتا ہے، پنجاب میں یہ تناسب 64 فیصد ہے۔ ماخذ: Agricultural Growth and Rural Poverty: A Review of the Evidence, by Malik, Sohail J. (2005), Asian Development Bank, Islamabad

حقیقی معنوں میں پیداوار بڑھنے کے باوجود فارم آمدنی فصلوں کے کم نرخوں اور سیلز ٹیکس عائد ہونے کی بنا پر خام مال کی قیمتوں میں اضافے سے متاثر ہوئی ہے۔ اس سال کپاس اور گنے کی فصلوں کی قیمتیں ملکی اور عالمی دونوں منڈیوں میں رسد کی بہتات کے سبب گر گئیں۔ نیز، چاول کی فصل سے ملنے والے محصول بھی کم رہے کیونکہ اس سال باسیتی کی پیداوار کم ہوئی۔

شکر سازی اور سوئی دھاگے کی صنعتوں کو سستے خام مال کا فائدہ ہوا ہے۔ علاوہ ازیں صارفی اشیا کی پیداوار مستحکم رہی ہے جس میں خوراک، ادویات، گھریلو برقی اشیا اور چھوٹی گاڑیوں کی پیداوار نمایاں ہے۔ تاہم رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بحیثیت مجموعی کمی آئی جو پہلی سہ ماہی میں سال بسال 3.5 فیصد نمو دکھا چکی ہے۔ حالیہ کمی کا سبب وسطیٰ اور اشیائے سرمایہ کی صنعتوں میں پائی جانے والی رسد رکاوٹیں ہیں۔

حقیقی پیداوار کے شعبے میں تبدیلیوں سے برآمد اور درآمد بھی متاثر ہوئی۔ مثال کے طور پر تیار مصنوعات کی برآمد (بالخصوص ٹیکسٹائل کی بنا پر) گھٹ گئی جبکہ زراعت پر مبنی خوراک کی برآمد مستحکم رہی۔ اسی طرح وسطیٰ مصنوعات اور مشینری کی بلند طلب نے خصوصاً م س 12ء کی دوسری سہ ماہی میں زرعی پیداوار کی درآمد میں کمی کا ازالہ کر دیا۔ خدمات کی تجارت کا توازن بھی م س 12ء کی پہلی ششماہی میں بگڑا۔ مجموعی طور پر، پہلی ششماہی کے دوران خالص برآمدات کی بنا پر مجموعی طلب کم رہی۔

2.2 زرعی شعبہ

خریف کی اکثر اہم فصلیں (کپاس، چاول، گنا) کاٹی جا چکی ہیں اور ابتدائی تخمینوں سے ان کی عمدہ یافت کا پتہ چلتا ہے۔¹² یہ بہتر کارکردگی قابل تعریف ہے کیونکہ سیزن کے دوران کاشت کاروں کو متعدد مسائل کا سامنا کرنا پڑا تھا مثلاً موسم گرم میں سیلاب، زرعی پیداوار کے نرخوں کا گرنا اور خام مال کی لاگت میں اضافہ۔

مثبت امر یہ ہے کہ سیلاب سے مٹی کی نمی بڑھ گئی۔ ساتھ ہی پانی کی بہتر اور بروقت فراہمی سے گنے، چاول اور کپاس کی یافت میں اضافہ ہوا۔ جہاں تک کپاس کا تعلق ہے، گزشتہ سیزن کے پرکشش نرخوں نے بھی خصوصاً پنجاب کے کاشت کاروں کو زیادہ رقبے پر کپاس کاشت کرنے کی ترغیب دی۔

خریف کے موسم (اپریل تا ستمبر) کے دوران اہم زرعی خام مال کی طلب بھی بڑھ گئی۔ 2011ء کی خریف کے دوران غذائی خام مال کا مجموعی استعمال سال بسال 5.8 فیصد بڑھ گیا حالانکہ اس عرصے میں ان کی قیمتوں میں خاصا اضافہ ہو چکا تھا۔ زرعی شعبے کو بینک قرضہ بھی بہتر ہوا جس کی کارکردگی اگست 2010ء کے سیلاب کی وجہ سے متاثر ہوئی تھی۔ تاہم ٹریڈروں کی طلب کم رہی جس کا سبب مارچ 2011ء میں سیلز ٹیکس کا نفاذ ہو سکتا ہے۔ کھاد کی بلند قیمتوں کے باعث کاشت کاروں کو دیکھ بھال کر اخراجات کر رہے تھے چنانچہ ٹریڈروں کی فروخت میں کمی متوقع بھی تھی۔¹³

¹² چاول اور گنے کی بہتر فصل سے چارے کی پیداوار بڑھنے کی توقع ہے جو کہ مویشیوں کی ایک اہم خوراک ہے۔

¹³ حکومت نے دسمبر 2011ء میں ٹریڈر پر جزل سیلز ٹیکس 16 فیصد سے گھٹا کر 5 فیصد کر دیا۔

خریف کی فصلوں کی کارکردگی

کپاس

’کائٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی‘ (سی سی اے سی) کے مطابق فصل کا تخمینہ 12.8 ملین گانٹھ ہدف کے مقابلے میں 12.6 ملین گانٹھ ہے جبکہ گزشتہ سال پیداوار 11.6 ملین گانٹھ رہی تھی۔ جدول 2.1 سے ظاہر ہے کہ سندھ میں کپاس کو سیلاب سے ہونے والے نقصان کی تلافی پنجاب میں بھرپور فصل نے بخوبی کر دی۔

کپاس کے ملکی نرخوں میں تیزی سے کمی کاشت کاروں کے لیے سب سے زیادہ باعث تشویش ہے۔ پچھلی کپاس کے جو نرخ مارچ 2011ء میں (بلند ترین) 5767 روپے فی 40 کلوگرام تھے وہ عالمی رجحانات کی پیروی کرتے ہوئے گزشتہ دسمبر 2011ء میں 2050 روپے فی 40 کلوگرام رہ گئے۔¹⁴ مزید برآں، ترقی یافتہ ملکوں میں مسلسل کمزور طلب کے باعث مستقبل قریب میں کپاس کے نرخ بڑھنا دشوار معلوم ہوتا ہے۔¹⁶

چاول

چاول کا پیداواری تخمینہ 6.2 سے 7.2 ملین ٹن کے درمیان لگایا گیا ہے جو کہ اس سال کے سرکاری ہدف 6.6 ملین میٹرک ٹن کے قریب اور گزشتہ سال کی پیداوار 4.8 ملین ٹن سے خاصا زائد ہے۔ صوبوں سے ملنے والی معلومات کے مطابق 6.2

جدول 2.1: کپاس کی پیداوار			
170 کلوگرام وزن کی ملین گانٹھیں			
فرق	2010ء	2011ء	
سندھ	3.5	2.3	-1.2
پنجاب	7.9	10.1	2.3
مجموعہ	11.4	12.6	1.2
ماخذ: کائٹن کراپ اسیسمنٹ کمیٹی			
جدول 2.2: چاول کی پیداوار			
رقبہ ہزار ہیکٹر میں، پیداوار ہزار ٹن میں، یا فٹ کلوگرام فی ہیکٹر میں			
فیصد نمو	2010ء	2011ء	
سندھ			
رقبہ	361	636	76
پیداوار	1,230	2,350	91
یا فٹ	3,406	3,695	8.5
پنجاب			
رقبہ	1,767	1,733	-1.9
پیداوار	3,384	3,308	-2.3
یا فٹ	1,915	1,908	-0.4
بلوچستان			
رقبہ	191	171	-10.5
پیداوار	131	529	304.7
یا فٹ	683	3,089	352.2
پاکستان ¹			
رقبہ	2,319	2,540	9.5
پیداوار	4,745	6,186	30.4
یا فٹ	2,046	2,435	19.0
پاکستان ²			
رقبہ	2,365	3,095	
پیداوار	4,823	7,182	
ماخذ: 1 فصل کی رپورٹنگ کے صوبائی مراکز 2 سپارکو			

ملین ٹن چاول پیدا ہوگا جبکہ امریکہ کے محکمہ زراعت نے پاکستان کی چاول کی پیداوار کا تخمینہ 6.55 ملین ٹن لگایا ہے۔ سپارکو کے فراہم کردہ

14 ماخذ: زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ کی ”ایگری بزنس فیلڈ رپورٹ“۔

15 عالمی منڈی میں Cotlook A index کے مطابق مارچ 2011ء کے فی کلوگرام نرخ 506.3 امریکی سینٹ تھے جو دسمبر 2011ء میں گر کر 210.1 امریکی سینٹ رہ گئے۔

16 امریکی محکمہ زراعت کے مطابق 2011-12ء میں کپاس کی عالمی پیداوار 123.4 ملین گانٹھ کی ریکارڈ سطح تک پہنچنے کی توقع ہے جو گزشتہ سال سے 7 فیصد زائد ہے۔ ادھر کپاس کا استعمال 3.4 فیصد کی کٹھن کے ساتھ 111.3 ملین گانٹھ تک کرنے کی توقع ہے۔

جدول 2.3: گنے کی پیداوار			
رقبہ ہزار ہیکٹر میں، پیداوار ملین ٹن میں، یا فٹ گلوگرام فی ہیکٹر میں			
فیصد نمو	2010ء	2011ء	
سندھ			
رقبہ	226.5	189.7	-16.2
پیداوار	13.8	9.1	-34.0
یا فٹ	60,792	47,910	-21.2
پنجاب			
رقبہ	672.2	754.7	12.3
پیداوار	37.5	42.8	14.1
یا فٹ	55,761	56,711	1.6
خیبر پختونخوا			
رقبہ	88.4	94.4	6.7
پیداوار	4	4.3	7.3
یا فٹ	45,589	45,835	0.5
پاکستان ¹			
رقبہ	987	1,038.80	5.2
پیداوار	55.3	56.2	1.6
یا فٹ	56,004	54,091	-3.4
پاکستان ²			
رقبہ	987	1,278.70	29.6
پیداوار	55.3	69.9	26.4

ماخذ: 1 فصل کی رپورٹنگ کے صوبائی مراکز 2 سپارکو

بامستی اقسام کی بین الاقوامی منڈی طلب سے زائد عالمی رسد کے باعث پہلے ہی دباؤ میں ہے، دوسرے بھارت نے بھی اپنے غیر بامستی چاول کی برآمد کھول دی ہے۔ ضرورت سے زائد عالمی رسد کے باعث نرخوں میں کمی کا سلسلہ جاری رہنے کا امکان ہے۔¹⁷

گنا

2011-12ء کے لیے گنے کا پیداواری تخمینہ 56.2 ملین ٹن کی وسیع حدود کے اندر ہے، جبکہ سرکاری ہدف 57.6 ملین ٹن تھا۔ صوبوں سے ملنے والے تخمینے کے مطابق گنے کی پیداوار 56.2 ملین ٹن رہے گی جبکہ امریکہ کے محکمہ زراعت نے 58 ملین ٹن کا تخمینہ دیا ہے۔ ادھر سپارکو نے 55.3 ملین ٹن کے گزشتہ تخمینے پر نظر ثانی کرتے ہوئے اسے 69.9 ملین ٹن کر لیا ہے (جدول 2.3)۔

گنے کی فصل کو سندھ میں سیلاب سے نقصان ہوا تاہم پنجاب میں اسے عمدہ نمو ملی۔ گنے کے کاشت کاروں کو کئی مسائل کا سامنا ہے۔ ان کی پیداوار

¹⁷ امریکی محکمہ زراعت کے مطابق چاول کی عالمی پیداوار 461.6 ملین ٹن کی ریکارڈ سطح تک متوقع ہے جو گزشتہ سال سے 2 فیصد زائد ہے۔

کی نہ صرف قیمت گر گئی¹⁸ بلکہ کچل کاری کے سیزن میں بھی تاخیر ہو گئی۔ واضح رہے کہ تاخیر سے پیسے ملنے پر کاشت کاروں کا نہ صرف کوئی ازالہ نہیں کیا جاتا بلکہ الٹا انہیں اضافی لاگت برداشت کرنی پڑتی ہے کیونکہ انہیں ٹرالیوں کو طویل عرصے تک ملوں کے باہر کھڑا رکھنا پڑتا ہے اور کافی انتظار کے بعد ٹرالیوں سے لگنا اتارنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لاگت سے بچنے کے لیے کاشت کار اپنی پیداوار صوبائی حکومتوں کی مقرر کردہ کم از کم قیمت سے بھی کم پر آڑھتیوں کے ہاتھ فروخت کو ترجیح دیتے ہیں۔

حکومت ملوں سے 378,000 ٹن شکر خرید چکی ہے تاکہ ملیں کاشت کاروں کو بروقت ادائیگی کر سکیں۔ گنے کی کٹائی مارچ تک جاری رہتی ہے اس لیے توقع ہے کہ حکومت کی کوششوں سے کاشت کاروں کو اپنی پیداوار کی مناسب قیمت مل جائے گی۔

ربیع کی فصل: گندم

2012ء کا گندم کا ہدف 25 ملین ٹن ہے۔ اس فصل کے لیے بوائی کا موسم گنے کی کچل کاری میں از حد تاخیر کی بنا پر (سندھ اور پنجاب کے بعض علاقوں میں) نہ صرف دسمبر 2011ء تک پھیل گیا بلکہ زیر کاشت رقبہ بھی گزشتہ برس کے 8.9 ملین ہیکٹر سے معمولی سا کم رہا ہے۔ سرکاری قیمت فی 40 کلوگرام 950 روپے سے بڑھا کر 1050 روپے کیے جانے کے باوجود گندم کے زیر کاشت رقبے میں کمی کے اسباب میں پانی کی دستیابی کے مسائل اور بارانی علاقوں میں دیر سے بارشیں شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ بدین اور میرپور خاص میں کچھ زرعی اراضی گزشتہ سال کے سیلاب میں اب تک ڈوبی ہوئی ہے۔

2.3 صنعت

جدول 2.4: صنعتوں کی کارکردگی کا نصف سالہ جائزہ						
فیصد سال ب سال نمو						
مئی 12ء		مئی 11ء		فیصد حصہ ¹		
پہلی ششماہی	پورا سال	پہلی ششماہی	پورا سال	صنعت	جی ڈی پی	
3.1	..	-0.1	..	100	24.8	صنعت
2.0	0.8	-0.02	-2.0	52.3	13.0	بڑے پیمانے کی اشیاء سازی
1.0	2.3	-1.6	-1.5	10.9	2.7	کان کنی
2.5	..	0.8	..	9.8	2.4	تعمیرات
1.0	..	-21.1	..	8.1	2.0	تقسیم بکلی، گیس اور پانی
جس میں						
..	22.5	-9.9	-12.5	بکلی
ہ = ہدف، ¹ = پانچ سالہ اوسط، بڑے پیمانے کی اشیاء سازی اور کان کنی میں نمو متعلقہ اشاریوں پر مبنی ہے۔ اضافہ قدر کی خام نمونہ حیثیت مجموعی صنعت اور تعمیرات کی ہے۔						
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات						

مئی 12ء نصف گزر جانے کے بعد صنعتی شعبہ گزشتہ سال کی نسبت کچھ بہتر کارکردگی دکھا رہا ہے (جدول 2.4)۔ تاہم اس کارکردگی کو جانچنے کی ضرورت ہے کیونکہ مئی 12ء کی پہلی سہ ماہی کی نمو میں پست اساس کے اثرات موجود ہیں۔¹⁹ اساس کے اثرات منہا کر کے دیکھا جائے تو بڑے پیمانے کی اشیاء سازی (جس کا بحیثیت مجموعی صنعت میں 52.3 فیصد حصہ ہے) میں اکتوبر اور نومبر 2011ء کے دوران کمی آئی اور بالآخر دسمبر میں کچھ بہتری رونما ہوئی۔

تاہم چند امور حوصلہ افزا ہیں:

1- مئی 12ء کی پہلی ششماہی میں نجی صرف کی طلب نے کچھ زور پکڑا ہے جیسا کہ صارفی مصنوعات کی زائد پیداوار سے عکاسی ہوتی

¹⁸ پنجاب میں بہتر پیداوار کے نتیجے میں گنے کے نرخ سندھ کے مقابلے میں گر گئے۔

¹⁹ 2010ء کے سیلاب نے خصوصاً قدرتی گیس کی پیداوار، بجلی کی پیداوار، پیٹرولیم کی صفائی، تعمیرات، گاڑیوں کے شعبوں، اور کھاد کی طلب کو متاثر کیا۔

ہے۔ طلب میں بہتری کارکنوں کی ترسیلات میں نمو²⁰، کارپوریٹ کی آمدنی میں استحکام، اور کارمالکاری میں بینکوں کے دوبارہ دلچسپی لینے²¹ کے بعد آئی ہے۔ نیز، انہم صارفی مصنوعات پر ٹیکس کٹوتی نے بھی صرف کی طلب مستحکم کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا۔

2- تعمیراتی سرگرمیوں، بالخصوص سرکاری شعبے میں تعمیراتی منصوبوں کے آغاز سے معاشی سرگرمیوں کو مزید سہارا ملا۔ اس سلسلے میں بیرونی تعاون نے اہم کردار ادا کیا۔²²

3- سرمایہ کاری کی طلب بحال ہونے کے بعض اشارے ملے ہیں۔ مثال کے طور پر بحیثیت مجموعی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری میں سست روی ہے تاہم بعض صنعتوں خصوصاً تعمیرات، کیمیکل اور مشروبات جیسی صنعتوں میں سرمایہ کاری م س 12ء کے دوران بڑھی ہے۔ اسی طرح اشیائے سرمایہ کی درآمد بھی بڑھی ہے (باب 5)۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ یہ پیداواری نموبینک مالکاری کے اعداد و شمار میں نہیں جھلک رہی ہے کیونکہ وہ بڑی حد تک گذشتہ برس کی سطح پر کی ہوئی ہے۔ اس کی جزوی وضاحت اس امر سے ہوتی ہے کہ خام مال، خصوصاً ٹیکسٹائل اور شکر کے شعبوں کے خام مال کی قیمتیں نسبتاً کم ہیں۔ تعمیرات اور معینہ سرمایہ کاری جیسے دوسرے شعبوں میں، جہاں نرخوں سے قرضے کی کم طلب کی وضاحت نہیں ہوتی، وہاں بیرونی ذرائع سے رقوم (براہ راست بیرونی سرمایہ کاری اور منصوبہ جاتی قرضے)، سرکاری اخراجات، اور کارپوریٹ کی مستحکم آمدنی قوت محرکہ بن رہی ہیں۔

جدول 2.5: پہلی ششماہی کے دوران توانائی کی دستیابی					
سال بسال نمو		تیل کی ہزار ٹن پیداوار کے مساوی			
م س 12ء	م س 11ء	م س 12ء	م س 11ء	م س 10ء	
22.5	-12.5	4,412	3,602	4,117	قدرتی گیس کی پیداوار
3.2	1.6	16,560	16,043	15,784	بجلی کی پیداوار
-18.3	-10.9	724	887	995	کانوں کا کوئلہ
-1.4	-6.8	4,641	4,709	5,051	خام تیل کی پراسیدنگ
14.4	0.9	6,853	5,989	5,937	پٹرولیم مصنوعات کی درآمد
6.3	-2.1	33,191	31,229	31,885	مجموعہ

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات، بینک دولت پاکستان کے تخمینے

شعبہ توانائی کی بحالی اور اصلاحات
م س 12ء کی پہلی ششماہی میں شعبہ توانائی کی پیداوار بہتر ہوئی اور اس میں قدرتی گیس کی پیداوار میں نمو اور تھرمل بجلی کی بلند پیداوار سرفہرست رہی (جواگست 2007ء کے بعد پہلی بار 6 گریگا واٹ اور کی سطح م س 12ء کی دوسری سہ ماہی میں عبور کر گئی، جدول 2.5)۔ اس بہتری میں گذشتہ برس کے سیلاب سے ہونے والے نقصانات سے بحالی بھی یقیناً کارفرما ہوگی، تاہم ضروری ہے کہ یہ پیش رفت م س 12ء کی حقیقی جی ڈی پی میں مثبت کردار ادا کرنے کے قابل ہو۔²³

20 گذشتہ پانچ برس کے دوران بجلی شعبے کے صرف کے اخراجات میں کارکنوں کی ترسیلات کا حصہ اوسطاً لگ بھگ 6 فیصد رہا ہے۔

21 م س 12ء کی پہلی ششماہی میں گاڑیوں کے لیے 34.1 ارب روپے کے قرضے دیے گئے جبکہ م س 11ء کی پہلی ششماہی میں 24.3 ارب روپے دیے گئے تھے۔

22 م س 12ء کی پہلی ششماہی میں بیرونی منصوبوں پر قرضوں میں سال بسال نمو 69.8 فیصد ہوئی جبکہ م س 11ء کی پہلی ششماہی میں 14.5 فیصد کی سال بسال کی ہوئی تھی۔ جن بڑے منصوبوں کو اس سال بیرونی امداد ملی وہ یہ ہیں: چشمہ نیوکلیئر پاور پلانٹ فیض پور (111 ملین ڈالر)، بقر اقرم ہائی وے کی مرمت (100 ملین ڈالر)، سیلاب سے ہونے والے نقصانات کی ہنگامی تعمیر نو (71 ملین ڈالر)، اسلام آباد سیف سٹی پروجیکٹ (68.6 ملین ڈالر)، ہائی وے بحالی کا منصوبہ (41.8 ملین ڈالر)، سندھ میں پانی کا منصوبہ (34.9 ملین ڈالر)، نیلم-ہیلم پین بجلی منصوبہ (33.5 ملین ڈالر)، اور کے پی کے روڈ ڈیولپمنٹ (24.5 ملین ڈالر)۔

23 م س 11ء کے دوران بجلی، گیس، اور پانی کی تقسیم 21.1 فیصد گر گئی۔

اس سے قطع نظر، بڑھتی ہوئی طلب کو دیکھتے ہوئے حالیہ پیش رفت ناکافی معلوم ہوتی ہے۔ اشیاء سازی کے شعبے میں تیزی آنے سے بجلی کی رسد کے مقابلے میں طلب بظاہر زیادہ بڑھی ہے۔ نتیجتاً زیادہ توانائی دستیاب ہونے کے باوجود بجلی اور قدرتی گیس کی قلت برقرار رہی بلکہ بعض علاقوں میں بڑھ گئی۔ مثال کے طور پر مرس 11ء کے اسی عرصے کے مقابلے میں رواں سال سی این جی اور صنعتی گیس کی بندش بڑھ گئی۔

تنازع کا اہم نکتہ یہ تھا کہ بڑھتی ہوئی طلب کی بنا پر مسابقتی شریکوں میں قدرتی گیس کس طرح تقسیم کی جائے۔ اس سلسلے میں حکومت نے دوران سال کئی فیصلے کیے:

1۔ حکومت نے خاصی تاخیر سے بالآخر فیصلہ کیا کہ نرخ بڑھا کر، گیس کی بندش والے دنوں میں اضافہ کر کے اور نئی سی این جی گاڑیوں پر پابندی کے ذریعے اس گیس کا استعمال گھٹایا جائے گا۔

2۔ صنعتی اور بجلی کے شعبوں پر ایک اضافی سرچارج (گیس انفراسٹرکچر ڈیولپمنٹ سیس) عائد کیا گیا ہے۔

حکومت گیس کی فراہمی بہتر بنانے کی کوشش کر رہی ہے تاہم رساؤ بند کرنا اور چوری سے ہونے والی اضیاع روکنا بھی اتنا ہی اہم ہے۔ گیس کی مجموعی پیداوار کا تقریباً 9 فیصد لائنوں سے رساؤ میں ضائع ہو جاتا ہے جبکہ اس سلسلے میں بین الاقوامی معیار ایک سے دو فیصد ہے۔²⁴

بجلی کے شعبے میں گردش قرضے کے حل کے لیے حکومت نے بجلی کے اداروں اور پروکیورمنٹ ایجنسیوں کو ملا کر کمرشل بینکوں کے ساتھ قرضوں کے تبدیل کا انتظام کیا۔ اس سے بجلی ساز اداروں کو محض عارضی اطمینان ہوا ہے کیونکہ جولائی تا دسمبر مرس 12ء کے دوران نرخوں میں ضروری رد و بدل صارفین کو منتقل نہیں کیا گیا۔²⁵

بڑے پیمانے کی اشیاء سازی

مرس 12ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کی نمو گرتی اور پہلی سہ ماہی کی سال بسال 2.8 فیصد سے کم ہو کر منفی ایک فیصد رہ گئی۔ پہلے ہی توقع تھی کہ گذشتہ سہ ماہی کی نمو میں مددگار عوامل یعنی برآمدی طلب اور بعد از سیلاب سازگار اساسی اثر اس بار کام نہیں آئیں گے۔²⁶ تاہم شدید سردی کے مہینوں میں گیس کی متواتر قلت کی بنا پر بگاڑ مزید بڑھا جو کھاد سازی، کپاس کی ویونگ اور اسٹیل کی ری رولنگ میں پیداوار میں حائل ہوا۔ نتیجتاً مرس 12ء کی دوسری سہ ماہی کے دوران ایل ایس ایم کے صرف 46 فیصد ذیلی شعبوں میں سال بسال مثبت نمو ہوئی جو کہ پہلی سہ ماہی میں 57 فیصد ذیلی شعبوں میں تھی۔ بحیثیت مجموعی مرس 12ء کی پہلی ششماہی کی نمو 0.8 فیصد رہی جو کہ سال بھر کے ہدف 2 فیصد سے کم ہے۔

تاہم بڑے پیمانے کی اشیاء سازی کے شعبوں کے تفصیلی جائزے سے پتہ چلتا ہے کہ مذکورہ کمی اہم اور واسطی صنعتوں تک محدود تھی جبکہ صارفین

24 عالمی بینک "Natural Gas Efficiency Project, Report No. AB6124" 9 ستمبر 2011ء۔

25 ملک میں پنے والی بجلی کا تقریباً دو تہائی قرض بجلی پر مشتمل ہے۔ جولائی تا نومبر مرس 12ء کے دوران قرض بجلی کی پیداوار سال بسال 25 فیصد بڑھ گئی جبکہ گذشتہ سال 15.1 فیصد کی ہوئی تھی۔

26 ملاحظہ کیجئے بڑے پیمانے کی اشیاء سازی، پاکستانی معیشت کی کیفیت پر پہلی سہ ماہی رپورٹ مرس 12ء۔

اشیا کی صنعت مستحکم رہی (جدول 2.6)۔ درحقیقت رواں مالی سال کی دوسری سہ ماہی کی نمو میں صارفی اشیا کی صنعت نے 2.4 فیصدی درجے کا حصہ ڈالا، اس سلسلے میں خوراک، ادویات، گھریلو برقی آلات، اور کاروں نے اہم کردار ادا کیا۔ نمو میں مالیاتی مدد، گاڑیوں کی مالکاری، عمدہ زرعی فصلوں، اور کارکنوں کی بلند تر سہلات نے نمایاں کردار ادا کیا۔²⁷

کے بعد خریداری کا رجحان بڑھنے سے صارفین اشیاء میں ہونے والی منوختم ہو جائے گی، طلب بظاہر برقرار ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ رسد کی پہلو سے رکاوٹیں حائل نہ ہوتیں تو نئے والی کاروں کی تعداد اس سے بھی زیادہ ہوتی۔²⁸

صدارنی اشیا میں نمو سے واسطی اشیا اور اشیاے سرمایہ میں بھی کچھ بہتری متوقع ہے۔ دوران سال بلند درآمدات سے اس طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔

تاہم یہ ملکی پیداوار بڑھانے میں استعمال نہیں ہو رہی جس کی کئی وجوہات ہیں۔ اشیائے سرمایہ کے معاملے میں، سرمایہ کاری کی طلب کی موجودگی کا اندازہ منتخب صنعتوں میں بڑھتی ہوئی براہ راست بیرونی سرمایہ کاری کے علاوہ اشیائے سرمایہ کی بلند درآمد سے بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اس کے باوجود ملکی پیداوار کی وجوہات کی بنیاد پر کم ہے: (1) سب سے اہم وجہ یہ تاثر ہے کہ بیشتر درآمدات کا کوئی ملکی متبادل نہیں ہے، یہ بات برقی آلات اور بجلی ساز مشینیں پر صادق آتی ہے، (2) م س 12ء کے بجٹ میں ٹریڈ پر 16 فیصد سیلز ٹیکس کے نفاذ کے بعد اس کی طلب گر گئی چنانچہ ٹریڈ کیسٹ سازی بھی کم ہو گئی، اور، (3) کاروباری و تجارتی استعمال والی ملکی گاڑیوں کی طلب سستی درآمدی گاڑیوں سے پوری کی جا رہی ہے (جدول 2.7)۔

27 بحث میں گاڑ لوں، ایئر کنڈیشنر، اور ڈیپ فریژز فریگیس اور ڈیوٹی کم کی گئی تھیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے پہلی سہ ماہی رپورٹ مئی 12ء۔

28 (1) تھائی لینڈ میں سیلاب سے آٹو یا ٹرکس کی قلت ہوگئی جس سے ایک کار ساز ادارے کی پیداوار بری طرح متاثر ہوئی، اور، (2) ایک کار ماڈل کی پیداوار مرحلہ وار ختم کی جارہی تھی۔ اس کا اثر ایشیاء کیب روزگار اسکیم کے تحت حکومت پنجاب کی جانب سے خریداری کی بنا پر کسی حد تک زائل ہو گیا تھا۔ کاروں کی فروخت میں 12 مئی کی پہلی ششماہی کے دوران 18.6 فیصد اضافہ ہوا جبکہ 11 مئی کی پہلی ششماہی کے دوران 10 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

29 مہینے 09ء تا مہینے 11ء عرصے کے دوران تقریباً 37 ارب روپے کی اسٹینگ مشینری درآمد کی گئی تھی۔

30 اسپنگ کا شعبہ بجلی کی قلت سے نسبتاً غیر متاثر رہا ہے۔ بیشتر اسپنگ فرمیں مالی طور پر مستحکم ہیں اور متبادل بجلی کے اخراجات برداشت کر سکتی ہیں۔

جدول 2.7: پہلی ششماہی میں اشیائے سرمایہ کی پیداوار اور درآمد				
صنعت	اشارے میں حصہ	پیداوار	درآمد ¹	
	م 11ء	م 12ء	م 11ء	م 12ء
برقی ساز و سامان	41.8	0.2	-6.2	25.1
تجارتی گاڑیاں	29.9	-0.7	-10.0	-18.7
زرعی مشینری	21.8	-3.5	-51.8	-33.4
جہلی ساز مشینری	3.7	-18.7	-65.8	-32.5
بھاری مشینری	2.8	24.4	26.6	..
مجموعہ	100.0	-0.9	-24.6	1.7
¹ مالیت امریکی ڈالر میں				
ماخذ: پاکستان دفتر شماریات				

وساطتی اشیاء کی طلب کی عکاسی پیٹرولیم مصنوعات، مصنوعی ریشے، ربڑ کی مصنوعات، اور پلاسٹک کے ساز و سامان کی زائد درآمد سے ہوتی ہے۔ تاہم پیداوار کرنے کی بنیادی وجہ رسد سے متعلق مسائل تھے مثلاً پیٹرولیم مصنوعات میں گردش قرضہ، اور کھاد، ٹیکسٹائل اور فولاد جیسی صنعتوں میں گیس کی قلت۔³¹ یہ خاص طور پر پریشان کن ہے کیونکہ م 12ء میں پاکستان میں توانائی کی رسد حقیقتاً بڑھی ہے۔ اس تناظر میں 2011ء کی ”قومی صنعتی پالیسی“

میں، درآمدی خام مال پر انحصار کم کرنے اور مقامی رسدی کڑیوں کو مستحکم کرنے کی غرض سے تجویز کردہ پالیسی اقدامات اہم ہیں اور ان پر عمل درآمد کی ضرورت ہے (باکس 2.1)۔

باکس 2.1: صنعتی پالیسی پر از سر نو غور

ڈیٹیل انڈسٹریل پالیسی 2011ء اپیلی میٹیشن فریم ورک³² چار مختلف شعبوں پر مرکوز ہے: (1) درآمدی خام مال (خصوصاً کیمیکل، فولاد، اور کان کنی) پر انحصار گھٹانا، (2) علم سے مطلب رکھنے والی صنعتوں (الیکٹرانکس، مشینری، دواسازی) کو فروغ دینا، (3) کارکردگی دکھانے والی درآمدات (خصوصاً گاڑیاں اور الیکٹرانکس) کو تحفظ، اور اضافی قدر والی درآمدات کو زراعت دینا اور (4) توانائی کی قلت اور ٹرانسپورٹ کے ناقص ڈھانچے جیسی رسدی رکاوٹوں کو دور کرنا۔ ان پالیسیوں پر عمل درآمد کے نتیجے میں تخمینہ ہے کہ اگلے عشرے میں اشیاء سازی کے شعبے کی نمو 8 فیصد ہو جائے گی۔

تاہم، اگر دواہم مسائل حل نہ کیے گئے تو نمونہ یہ بدف پورا کرنا نہایت مشکل ہوگا: (1) شعبہ کان کنی کی ترقی، اور (2) توانائی کی عام دستیابی۔

1۔ کان کنی کی ترقی

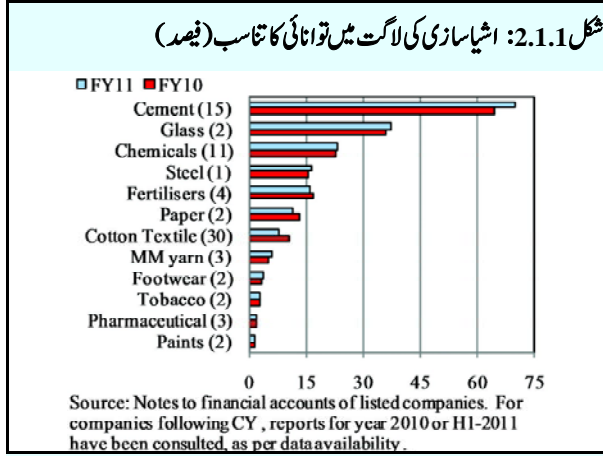
پالیسی میں اہمیت کان کنی (خصوصاً لوہے کی کچھ ہات، تانبا، اور کرومائیٹ) کو دی گئی ہے تاکہ فولاد، الیکٹرانکس، اور کیمیکل کے چھوٹے پیمانے کے اشیاء سازوں کا درآمدی مال پر انحصار کم کیا جائے۔ سب سے پہلے استعمال کنندگان کی صنعتیں قائم کی جائیں گی جو یہ خام مال خریدیں گی، یوں اس خام مال کی ایک منڈی بن جائے گی، اس کے بعد توقع ہے کہ معدنی ترقی میں سرمایہ کاری فطری طور پر خود ہی ہونے لگے گی۔

بظاہر یہ طریقہ کار معقول ہے، تاہم یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ کم طلب شعبہ کان کنی کی ترقی نہ ہونے کا واحد سبب نہیں ہے۔ دراصل نظر ثانی کرتے ہوئے ترجیحات بڑھانے کی ضرورت ہے۔ گزشتہ قومی معدنی پالیسی جو 1995ء میں آئی تھی اس میں ٹیکس اور ڈیوٹی کا کوئی ترجیحاتی ڈھانچہ پیش نہیں کیا گیا تھا (جیسا کہ معدنیات سے مالا مال دوسرے ملکوں میں کیا جاتا ہے)، چنانچہ اس سے کوئی خاص سرمایہ کاری بھی نہیں ملی تھی۔³³ معدنیات سے مالا مال علاقوں میں عام بدامنی بھی ملک کو سرمایہ کاری کے لیے پرخطر بنا دیتی ہے۔

ان خامیوں کے باوجود اس پالیسی پر آج تک نظر ثانی نہیں کی گئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آئین کے تحت کان کنی (ماسوائے پیٹرولیم اور قدرتی گیس کے) صوبائی معاملہ ہے، چنانچہ اشیاء سازی کے شعبے کی ضروریات کے مطابق شعبہ کان کنی کو ترقی دینا ہے تو اس کے لیے لازمی ہے کہ صوبائی پالیسیوں اور ترجیحاتی بجٹ میں بھی انہیں اتنی ترجیح دی جائے۔

31 مثال کے طور پر گیس اور بجلی کی لوڈ شیڈنگ کی بنا پر پٹنٹ اور فولاد کے شعبے کو توانائی کے زیاں کا سامنا، سینٹ کے زائد نرخ، نقل و حمل کے زائد اخراجات، اور لکڑی پیدا کرنے والے علاقوں میں عام بدامنی وغیرہ تفضیلات کے لیے دیکھئے پاکستانی معیشت کی کیفیت پر سالانہ رپورٹ م 11ء۔

32 آئن لائن دستیاب ہے: http://www.moip.gov.pk/Industrial_Policy_Implementation_6%200_May18_2011.pdf۔
33 Peter van der Veen (2003), World Bank, Mining Department, "Legal/Fiscal Framework to Attract Investments: Where does Pakistan stand?" Mineral Sector Development Workshop, Islamabad, December 15-16.



ہے، زرمبادلہ (یا بچت) میں کتنا اضافہ کر سکتی ہے، آیا ٹیکس کی پابندی کرتی ہے، اور بقیہ صنعت کے ساتھ اس کے روابط کیا ہیں (شکل 2.1.1)۔

اس کے علاوہ توانائی کے مفید استعمال کو بہتر بنانے کی غرض سے اور قابل تجدید توانائی کے منصوبوں میں صنعت کی جانب سے سرمایہ کاری کے لیے ٹھوس اقدامات کی بھی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں یہ امر حوصلہ افزا ہے کہ حکومت بعض اقدامات کر رہی ہے۔³⁴

اسی طرح تعمیراتی ساز و سامان کی بلند طلب کے باوجود فولاد، شیشے، لکڑی اور رنگ و روغن کی پیداوار مسلسل گری۔ تعمیراتی ساز و سامان کی قیمتوں کی بلند گرائی میں بھی تاثر پایا جاتا ہے جس سے تعمیراتی صنعت کی نمو ٹھہر گئی ہے۔ یہ بات حوصلہ افزا ہے کہ مسابقتی کمیشن ان وجوہات کا جائزہ لے رہا ہے جن کے سبب سینٹ کی قیمتیں مسلسل بلند چلی آ رہی ہیں۔ اسی طرح فولاد کے شعبے کے دیرینہ مسائل یعنی خام مال کی قلت اور بلند پیداواری لاگت، بھی حل طلب ہیں (خصوصی کمیشن 2.1)۔

تعمیرات میں معمولی بحالی

تعمیراتی شعبے کی نمو س 11ء کے دوران سست روی کے بعد س 12ء میں اس وقت بحال ہونا شروع ہوئی (جدول 2.8) جب سرکاری منصوبوں پر کام تیز ہوا اور ریئل اسٹیٹ کے شعبے کا اعتماد بہتر ہوا۔

ریئل اسٹیٹ کے شعبے کی توقعات بہتر کرنے میں دو اہم عوامل کارفرما ہیں۔ اول، بڑے شہروں میں امن و امان کی اور انتظامی صورتحال بہتر ہوئی ہے۔ دوم، کارکنوں کی ترسیلات میں عمدہ نمو ہوئی جس کا خاصا حصہ سرمائے کی صورت میں جائیداد میں لگایا گیا۔

فی الحال زیادہ تر نجی تعمیرات تجارتی جائیداد کے بجائے رہائشی شعبے میں ہو رہی ہے جو حیرت انگیز نہیں کیونکہ رہائشی شعبہ زیادہ محفوظ معلوم ہوتا ہے۔

34 صفحہ 7 تا 6، پالیسی پالیسی 2011ء عمل درآمد کا فریم ورک۔

35 مئی 2011ء میں قابل تجدید توانائی کے استعمال کو بیلنگس سے مستثنیٰ رکھا گیا تھا۔ ایشیائی بینک نے منصوبہ جاتی، ماکاری کے لیے تجارتی قرضے اکٹھے کرنے میں مدد دینے کی غرض سے حکومت پاکستان کو 200 ملین ڈالر کی ضمانتی سہولت (Guarantee Facility) بھی اپریل 2011ء تا مارچ 2012ء عرصے کے لیے فراہم کی ہے۔ اس کے بعد ایک مقامی کمپنی نے 49.5 میگا واٹ پونجلی کے ایک منصوبے کو جون 2011ء میں حتمی شکل دی۔ جنوری 2012ء میں ایک چینی کمپنی نے دس ہزار میگا واٹ پونجلی کے ایک منصوبے کے لیے اگلے پانچ سال میں 15 ارب ڈالر سرمایہ لگانے کا اعلان کیا۔

جدول 2.8: پہلی ششماہی کے دوران تعمیرات کے اظہار پے		
فیصد سال بسال نمو		
م 12ء	م 11ء	
105.0	-22.5	تعمیراتی مشینری کی درآمد ¹
12.3	-8.3	سینٹ کی فروخت
-54	-38.2	فولاد کی فروخت (پاکستان اسٹیل کا پگ آؤٹ) جولائی تا نومبر
-6.6	-8.3	تعمیراتی ساز و سامان کی پیداوار
41.6	-53.7	شعبہ تعمیرات میں براہ راست بیرونی سرمایہ کاری
-4.4	4.5	شعبہ تعمیرات کو قرضہ ²
-4.6	8.1	رہائشی
-1.2	10.2	انفراسٹرکچر
-7.3	-6.2	مکاناتی مالکاری
13.2	7.2	تعمیراتی سامان کے نرخ
¹ بینک دولت پاکستان کے اعداد و شمار: ایچ ایس کوڈ۔ 8474.3120-90 (کنکریٹ مکسز)، 8701.2000-2090 (روڈ ٹریکٹرز)، اور 8705.1000-8705 (کرین لاریاں)۔ ² جون سے زائد نمو۔ ماخذ: بینک دولت پاکستان، پاکستان اسٹیل ملز، آل پاکستان سینٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن، اور پاکستان دفتر شماریات		

متعدد رینل اسٹیٹ ایجنٹس کے مطابق ان کے اکثر کلائنٹس دکانوں یا دفاتر کی نسبت رہائشی املاک تلاش کر رہے ہیں۔ اس سے ناسازگار کاروباری ماحول کی عکاسی ہوتی ہے تاہم لوگوں کا اپنی ذاتی ضروریات پوری کرنا بھی ایک حقیقت ہے۔

بہر حال، رہائش کی اضافی طلب بلڈرز کے لیے ایک چیلنج ہے کیونکہ صارفین کی بھاری اکثریت مکان خریدنے کے بجائے کرائے کے مکانات تلاش کر رہی ہے۔³⁶ چنانچہ سرمایہ کاری پر منافع سست روی سے مل رہا ہے جس کے باعث نئے منصوبوں پر کام کی غرض سے بلڈرز کے پاس سیالیت محدود رہ جاتی ہے۔ بد قسمتی سے مکاناتی منصوبوں کے لیے بینک مالکاری کا حصول دشوار ہے کیونکہ بینک تجارتی

خطرات مول لینے کو تیار نہیں۔ دوسری طرف اس قسم کی مالکاری کے لیے اسٹاک مارکیٹ ایک عمدہ ذریعہ ہو سکتی تھی لیکن 600 رینل اسٹیٹ ڈیولپرز اور بلڈرز میں سے صرف تین بلڈرز اسٹاک ایکسچینج کی فہرست میں شامل ہیں۔³⁷

³⁶ پراپٹی ڈیلروں کے مطابق گزشتہ چند برسوں کے دوران ان کے صارفین میں تبدیلی آئی ہے۔ اب مکان تلاش کرنے والوں میں بیشتر نوجوان ہیں اور ان کے پاس رقم تھوڑی ہے۔ اس کا تناظر یہ ہے کہ پاکستان سوشل اینڈ لوگ اسٹینڈرڈز میٹرومنٹ سروے 2010-11ء کے مطابق م 11ء میں ملک کی شہری آبادی کے صرف 16.7 فیصد گھرانے کرائے کے مکان میں رہتے تھے۔
³⁷ یہ تین فہرستی کمپنیاں اے کے ڈی سیکورٹیز لمیٹڈ، نیپس (پاک) لمیٹڈ، اور جاو داں کنسٹرکشن ہیں۔ بلڈرز اور ڈیولپرز کی مجموعی تعداد آل پاکستان بلڈرز ایسوسی ایشن (آباد) کے ارکان کی تعداد سے معلوم کی جاسکتی ہے، اپریل 2011ء میں 575 ارکان تھے۔

جدول 2.1.1: تیار فولا کی پیداوار اور درآمد				
ملین میٹرک ٹن سالانہ				
مجموعہ	درآمدات	محلی شعبہ	پاکستان اسٹیل ملز	حقیقی ¹
4.6	1.9	2.2	0.5	
6-7	0.5-1 ³	4.5 ²	1.1	
مجموعی استعداد				
1 م س 09-11ء کا اوسط۔ 2 تخمینہ۔ 3 جن پراڈکٹس کے ملک میں بننے کی کافی استعداد نہیں وہ درآمد ہوتی رہیں گی۔				
ماخذ: پاکستان اسٹیل ملز، بینک دولت پاکستان کے تخمینے پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا پر مبنی ہیں۔				

خصوصی سیکشن 2.1: پاکستان کی فولا دی صنعت کو

لاحق بیماری کیا ہے؟

گذشتہ ایک عشرے کے دوران فولا کی عالمی پیداوار کی نمونہ میں ایشیا کا حصہ 96 فیصد رہا، یہ اضافہ ظاہر ہے کہ چین اور بھارت کی طرف سے ہوا۔³⁸ اس کے برعکس پاکستان میں خام فولا کی پیداوار اس نچ کو پہنچ چکی ہے کہ م س 01ء میں 1.1 ملین میٹرک ٹن پیداوار م س 11ء میں 0.4 ملین میٹرک ٹن تک آگئی۔

فولا کا ملکی استعمال بڑھتے رہنے سے طلب اور رسد کا فرق بھی بڑھ رہا ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق پختہ لوہے اور فولا کی مصنوعات (ہاٹ رولڈ [ایچ آر]، کولڈ رولڈ [سی آر]، گیلوینائزڈ تار اور چادر اور سلاخوں، سریوں، اینگلز اور سیکشنز جیسی لاگ رولڈ مصنوعات) کی مجموعی طلب 6 ملین میٹرک ٹن سالانہ سے زائد ہے۔³⁹ م س 11ء میں پاکستان نے 3.2 ملین میٹرک ٹن لوہا اور فولا درآمد کیا جس کی قیمت تقریباً 2 ارب ڈالر بنتی ہے اور یہ سالانہ درآمدی بل کا لگ بھگ 5 فیصد ہے۔

خاصی زائد درآمدی ڈیوٹیوں (10 سے 35 فیصد)، 16 فیصد سیلز ٹیکس، اور 3 فیصد ود ہولڈنگ ٹیکس عائد ہونے کے باوجود فولا کی بنی بنائی مصنوعات کی درآمد حیرت انگیز طور پر سستی پڑتی ہے۔ تکلیف دہ امر یہ ہے کہ پاکستان میں لوہے کی کچھ ہات کے 1.4 ارب میٹرک ٹن ذخائر⁴⁰ ہیں جنہیں استعمال کیا جاسکتا ہے نیز کافی ملکی استعداد (اندازاً 4.5 ملین میٹرک ٹن) بھی ہے۔ پوری استعداد استعمال میں لائی جائے تو تیار مصنوعات کی درآمد 0.1 ملین میٹرک ٹن تک کم ہو سکتی ہے (جدول 2.1.1)۔ اس طرح ایک ارب ڈالر سے زائد کی بچت ممکن ہے۔

اس صورتحال کے ذمہ دار کئی عوامل ہیں: (1) بیماری کی شکار پاکستان اسٹیل ملز، (2) ناکافی سرمایہ کاری، اور (3) ٹیکس سسٹم میں نقائص۔

1۔ بیمار اسٹیل ملز میں استعداد سے کم کام

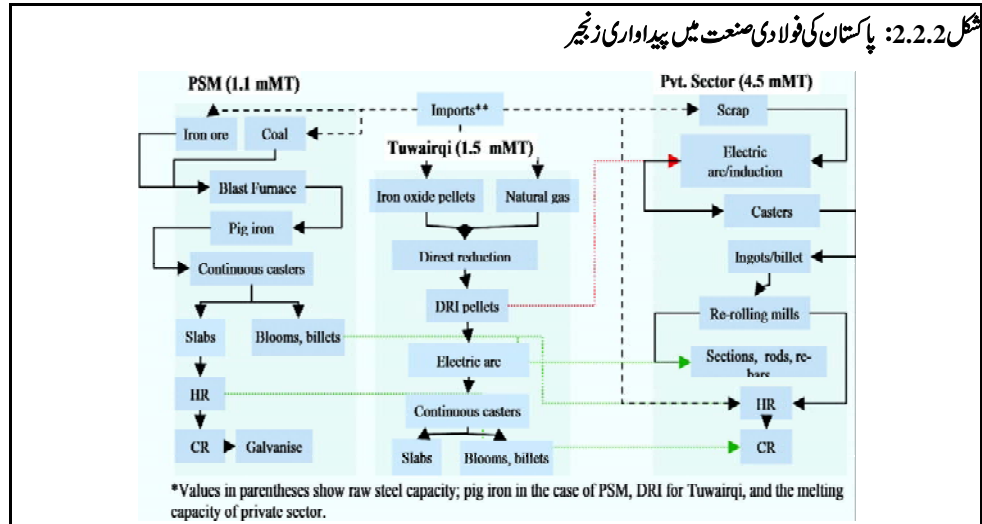
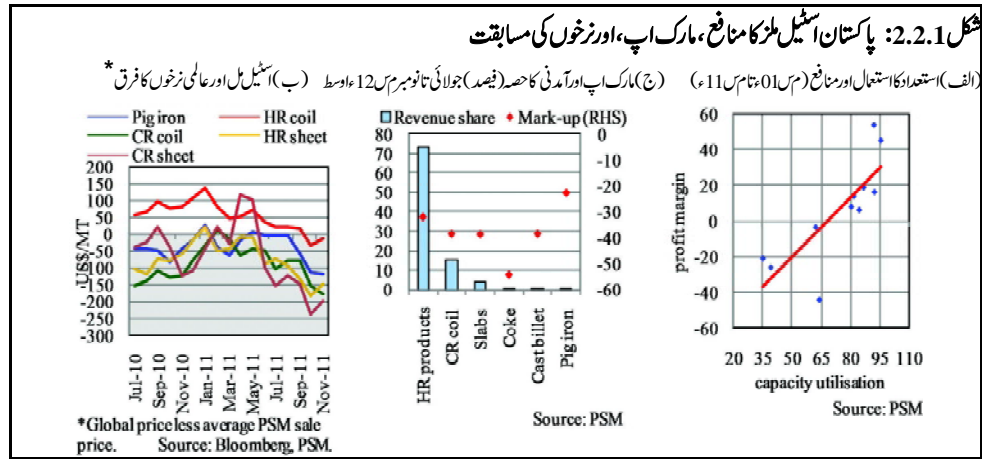
اسٹیل ملز پاکستان میں لوہے کی کچھ ہات کی پروسیسنگ کرنے والا واحد ادارہ ہے جو تیار فولا کی ملکی استعداد کا 20 فیصد سے تھوڑا کم بناتا ہے۔ ایک زمانہ تھا کہ اسٹیل ملز نجی شعبے کو بھی (سلاخوں اور ایچ آر شیش کی شکل میں) خام مال فراہم کیا کرتا تھا۔ تاہم م س 09ء سے (جب پاکستان اسٹیل ملز نے بھاری خسارے ظاہر کیے) خام فولا کی پیداوار بتدریج گری رہی ہے حتیٰ کہ م س 08ء میں تنصیبی استعداد کا 80 فیصد استعمال کرنے والا ادارہ جولائی تا نومبر م س 12ء میں محض 23.8 فیصد پر آ گیا۔ تب سے اسٹیل ملز سیالیات کی قلت میں مبتلا ہے اور خام مال کی باقاعدہ درآمد کرنے کے قابل نہیں ہے۔ خام مصنوعات کی کم تیاری سے اسٹیل ملز کی، اور اس پر انحصار کرنے والی متعدد چھوٹی نجی ملوں کی، تیار فولا کی پیداوار متاثر ہوئی ہے چنانچہ چھوٹی ملیں اب خام مال درآمد کرنے پر مجبور ہیں۔

38 گذشتہ عشرے کے دوران فولا کی عالمی پیداوار 66.5 فیصد بڑھی۔ ایشیا کا حصہ 64.5 فیصد رہے تھا، چین اور بھارت کا حصہ بالترتیب 55.8 اور 4.8 فیصد رہے تھا۔ ماخذ: اسٹیل کی شماریاتی ایگزیکٹو 2011ء، ورلڈ اسٹیل ایسوسی ایشن۔

39 قومی صنعتی پالیسی 2011ء کے مطابق طلب 7 ملین میٹرک ٹن سالانہ ہے۔

40 انجینئرنگ ڈیپوٹ بورڈ، آن لائن: <http://www.engineeringpakistan.com/Steel/workshop/ironoredeposits.htm>

پاکستان اسٹیل ملز کم رقم، کم استعداد کے چکر سے آج تک باہر نہیں آسکی ہے۔ استعداد کے کم استعمال سے کفایت جم بھی کم ہو گیا کیونکہ پاکستان اسٹیل ملز ایک دوسرے کو خام مال اور توانائی فراہم کرنے والی، آپس میں مربوط ملوں کا ایک کمپلیکس ہے۔ مناسب استعداد پر کام کرتے وقت (خام فولاد بنانے کے لیے) جو کونڈہ جلا یا جاتا ہے اس سے اضافی حرارت پیدا ہوتی ہے جو بجلی بنانے میں استعمال کی جاتی ہے۔ یہ بجلی چونکہ کمزور وولٹیج کی ہوتی ہے اس لیے کراچی الیکٹرک سپلائی کمپنی کو دے کر، رولنگ ملز چلانے کی غرض سے تادلے میں زیادہ وولٹیج کی بجلی لے لی جاتی ہے۔ فولاد چونکہ رولنگ ملز میں پگھلی ہوئی شکل میں داخل ہوتا ہے اس لیے توانائی کی لاگت بچالی جاتی ہے (شکل 2.2.2، پیٹل 1)۔ جب اسٹیل ملز استعداد سے کم سطح پر کام کرتی ہے تو کونڈے سے کافی حرارت ملتی ہے جس سے کپڑے پاور پلانٹ (سی پی پی) نہیں چلائے جاسکتے، چنانچہ مل کو بجلی خریدنی پڑتی ہے جو اس کی کمزور مالی حالت پر اضافی بوجھ ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اسٹیل ملز کو فی الوقت اپنی تمام مصنوعات پر بھاری خسارہ ہو رہا ہے (شکل 2.2.1، پیٹل 2)۔⁴¹



⁴¹ درآمدات پر پیرف لاگو ہونے کے بعد کے نرخوں کی نسبت پاکستان اسٹیل مل کے نرخ معمولی سے زیادہ ہیں۔

اسٹیل ملز نے کفایت حجم کے مسئلے سے نمٹنے اور درآمدات حاصل کرنے کی غرض سے رقم کے بندوبست کے لیے ملکی کچدھات کی اپنے لیے مخصوص کان کنی شروع کر دی ہے جو کہ عالمی قیمت سے 30 فیصد سستی ہے۔ تاہم ملکی کان کنی کے اپنے الگ مسائل ہیں: کانوں والے علاقوں میں بد امنی کی بنا پر رسد میں وقفے آ جاتے ہیں، ریلوے کی پٹریاں چالو حالت میں نہ ہونے سے نقل و حمل ٹرکوں سے کرنی پڑتی ہے جو بہت مہنگے پڑتے ہیں، آخری مسئلہ یہ ہے کہ لوہے کی کچدھات والی چٹانوں کو توڑ کر ان میں سے فاضل مادوں اور مفید اجزاء کو الگ الگ کرنے کے کارخانے (beneficiation plants) موجود نہیں ہیں چنانچہ بڑی بڑی بھاری چٹانیں، جن میں لوہے کے 45 فیصد سے بھی کم اجزاء ہوتے ہیں، جوں کی توں ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کی لاگت بھی برداشت کرنی پڑتی ہے۔

بہر حال اہم بات یہ ہے کہ ملکی کچدھات کی موجودہ رسد سالانہ صرف 0.2 ملین میٹرک ٹن فولاد بنانے کے لیے کافی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسٹیل مل کو پوری استعداد پر چلانا ہے تو کم از کم 1.5 ملین میٹرک ٹن کچدھات درآمد کرنی ہوگی جس پر (م 11ء کے نرخوں کے تحت) سالانہ تقریباً 0.2 ارب ڈالر خرچ ہوں گے۔⁴² اسٹیل مل جلانے (coking) کے لیے کوئلہ بھی درآمد کرتی ہے۔ جلانے کے لیے اعلیٰ معیار کا کوئلہ درکار ہوتا ہے جو مقامی طور پر دستیاب نہیں۔ پوری استعداد پر چلنے کے لیے اسٹیل مل کو سالانہ 0.85 ملین میٹرک ٹن کوئلہ درکار ہوتا ہے (م 11ء کے نرخوں کے تحت) 0.1 ارب ڈالر اخراجات)۔

مختصر یہ کہ اس چکر کو توڑنے کے لیے اسٹیل مل کے پاس مطلوبہ رقم ہونی چاہیے تب وہ کارگر استعداد پر چل سکتی ہے، ورنہ کم استعداد پر پیداوار دینے سے اس کا خسارہ بڑھتا ہی چلا جائے گا۔

2۔ کم کفایت حجم

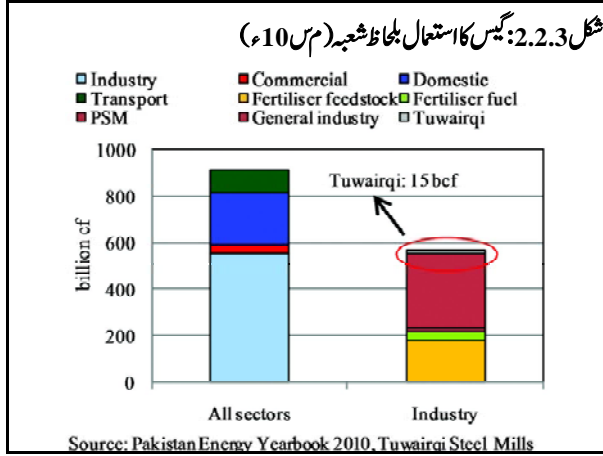
درآمدی نرخوں کے مقابلے میں فولاد کی ملکی قیمتیں زیادہ ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ پیداوار چھوٹے پیمانے پر ہوتی ہے اور پیداواری عمل باہم مربوط نہیں ہے۔ بڑے اور باہم مربوط یونٹوں کی اکائی پیداواری لاگت یوں کم ہوتی ہے کہ وہ کارگر طریقے سے توانائی استعمال کرتے ہیں۔ پاکستان کی فولاد سازی کی صنعت خاصی بکھری ہوئی ہے، جس میں پگھلاؤ کی اندازاً 100 بھٹیاں اور 300 رولنگ ملز ہیں۔ ایک عام بھٹی سالانہ دس ہزار سے ستر ہزار میٹرک ٹن تک لوہا پگھلا سکتی ہے۔ رولنگ ملز کی استعداد اس سے بھی کم ہوتی ہے۔ پاکستان اسٹیل ملز واحد مل ہے جو صحیح معنوں میں باہم مربوط ہے تاہم اس کی استعداد کے بارے میں خیال ہے کہ یہ کفایت حجم کو پورا نہیں کرتی۔⁴³

گذشتہ نصف عشرے کے دوران نجی بھٹیوں اور ری رولنگ فیکٹریوں کے مابین پیدا ہونے والے اشتراک سے توانائی کا کسی حد تک بہتر استعمال ہونے لگا ہے۔ تاہم نجی ملوں میں سب سے بڑی مل کی استعداد بھی 0.5 ملین میٹرک ٹن سے کم ہے۔

پاکستان کی صنعت فولاد سازی میں پاکستان اسٹیل ملز کے بعد صحیح معنوں میں بڑے پیمانے کی سرمایہ کاری 1.5 ملین میٹرک ٹن گنجائش والی طوبرتی

⁴² پاکستان کی کچدھات میں لوہے کا زیادہ سے زیادہ تناسب 45 فیصد ہوتا ہے جبکہ عالمی معیار 62 فیصد ہے۔ یہ تخمینہ م 11ء کی کچدھات کی کان کنی کے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

⁴³ پاکستان اسٹیل مل کی تنصیب کے موقع پر منصوبہ یہ تھا کہ اس کی استعداد تین ملین میٹرک ٹن تک بڑھائی جائے گی۔ ماخذ: "Pre-feasibility Study for Steel and Related Products", May 2006. Employment and Research Section, Planning and Development Division, Government of Pakistan



اسٹیل مل (ٹی ایس ایم) کے اسٹیل کمپلیکس میں ہوئی ہے۔ کام شروع کرنے پر یہ رولنگ صنعت کو خام مال فراہم کر کے درآمدی خام مال پر انحصار بڑی حد تک گھٹا دے گی۔ دوسرے، یہ زیادہ تر مقامی کچھ ہات استعمال کرے گی۔ امید ہے، ٹی ایس ایم اس سال کام شروع کر دے گی۔

منصوبے کے تحت ٹی ایس ایم کو 2010ء تک کام شروع کرنا تھا تاہم بنیادی سہولتوں کی فراہمی غیر یقینی ہونے کی بنا پر اس کی تنصیب بار بار مؤخر ہوتی رہی۔

طوبیہ قی اسٹیل مل میں قدرتی گیس استعمال ہوگی جبکہ ملک میں قدرتی گیس کی پہلے ہی قلت ہے، تاہم اس مل کے لیے گیس کی فراہمی کی گنجائش نکل سکتی ہے: (1) ٹی ایس ایم کم توانائی سے زیادہ کارکردگی دے سکے گی، مثال کے طور پر یہ قدرتی گیس کی کم مقدار سے بھی مقررہ مقدار میں فولاد بنا سکے گی۔ (2) دوسری صنعتیں تو متبادل ایندھن استعمال کر سکتی ہیں تاہم ٹی ایس ایم قدرتی گیس کو بطور خام مال استعمال کرے گی (شکل 2.2.3)۔

3۔ ٹیکس مشینری میں سقم

اس شعبے میں مہینہ طور پر بڑے پیمانے پر ٹیکس چوری پائی جاتی ہے جس کے سبب کاروباری ماحول کے لحاظ سے پاکستان اسٹیل ملز⁴⁴ جیسے دستاویزی فریقوں کو نا انصافی کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ بنیادی مسائل یہ ہیں: (1) ملک میں فروخت ہونے والا اسکرپ دستاویزی حیثیت نہیں رکھتا اس لیے اس پر ٹیکس بھی نہیں لگایا جاسکتا۔ نجی طور پر پکھلاؤ کا کام کرنے والے اور ری رولرز بجلی کے استعمال کی بنیاد پر معینہ فارمولے کے تحت سیلز ٹیکس ادا کرتے ہیں، بھٹیوں میں ایک میٹرک ٹن فولاد بنانے پر بجلی کے 800 یونٹ کا حساب لگایا جاتا ہے، جبکہ ری رولرز میں فی میٹرک ٹن فولاد پر بجلی کا ایک یونٹ لگایا جاتا ہے۔ تاہم ملک میں بڑی تعداد میں ری رولنگ ملز قدرتی گیس پر چل رہی ہیں، اور اس حقیقت کا پیدوار یا ٹیکس کی ادائیگی میں کوئی لحاظ نہیں کیا جاتا۔ (2) نجی درآمد کنندگان مہینہ طور پر بڑے پیمانے پر انڈرانوائسنگ کرتے ہیں، اور اعلیٰ معیار کے درآمدی نرخوں کا فائدہ اٹھانے کی غرض سے مصنوعات کے معیار کے حوالے سے غلط بیانی بھی کرتے ہیں۔

44 لوہے کی، مقامی طور پر نکالی گئی اور درآمد شدہ کچھ ہات دونوں پر 16 فیصد سیلز ٹیکس ادا کیا جاتا ہے، مقامی کان کنی پر 3.5 فیصد دوہولڈنگ ٹیکس بھی ہے جبکہ درآمد شدہ کچھ ہات پر 3 فیصد ہے۔ درآمدی مرطلے کے کوئلے پر 3 فیصد دوہولڈنگ ٹیکس کے علاوہ 17 فیصد سیلز ٹیکس ہے۔ تیار مصنوعات پر اضافہ قدر کے لحاظ سے ٹیکس عائد کیا جاتا ہے۔ جولائی تا نومبر 2012ء کے دوران پاکستان اسٹیل مل نے ماہانہ اوسطاً صرف 22 فیصد استعداد پر کام کیا اور قومی خزانے میں 1.2 ارب روپے جمع کرائے۔